ہم، حیا اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سید محمد مامون رشید
جامعۃ السادات حیدر آباد

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیاء اور ایمان یہ دونوں ہمیشہ ساتھ اور اکھٹے ہی ہیں، جب ان دونوں میں سے کوئی ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔(الحدیث)۔

حیاء دراصل اس قلبی کیفیت کا نام ہے جو کسی انسان پر عیب اور برائی کے خوف کی وجہ سے طاری ہوتی ہے، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بہترین حیاء وہی ہے جو نفس کو اس چیز میں مبتلا ہونے سے روکے، جس کو شریعت اور عقل سلیم برا سمجھتی ہے۔ حیاء کے زیادہ صحیح معنی ہے نفس کا برائی سے رک جانا، خواہ وہ برائی طبعی ہو یا شرعی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء نیکی اور بھلائی کے سوا کوئی بات پیدا نہیں کرتی، ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: حیاء کی تمام صورتیں بہتر ہیں۔ حیاء انسان کو ایمان پر آمادہ کرتی ہے، اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے میں معاون بنتی ہے۔ اور جو چیز ایمان پر آمادہ کرے یقیناً وہ چیز بھی خیر ہوگی، اسی لئے ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحیاء کلہ خیر، یعنی حیاء سراپا خیر ہی خیر ہے۔

حیاء اور ایمان لازم وملزوم ہیں، ان دونوں میں سے کوئی ایک گیا تو دوسرا بھی جاتا رہتا ہے، ہمیں غور کرنے سے نظر آجائے گا کہ آج ہمارے معاشرے سے، گھروں سے، دلوں سے، دفاتر سے حیاء کا وجود کتنی تیزی سے ناپید ہوتا جارہا ہے، اور اس سے کہیں زیادہ رفتار سے ایمان ہمارے دلوں سے، ہمارے گھروں سے، ہمارے معاشرے سے، ہماری سیاست سے نکلتا جارہا ہے، ہر طرف بے حیائی اور بے ایمانی کی فضاء نظر آتی ہے، مخلوط کاروباری، دفتری ماحول میں حیاء اور ایمان ہی تو دو ایسی صفات ہیں جو ہمیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں۔

یوں نظر آتا ہے جیسے بے حیائی کا لبادہ اوڑھ لیا ہے، دل حیاء سے خالی ہوگیا ہے، آنکھوں سے شرم نکل چکی ہے، کھلم کھلا بے حیائی کی باتیں اور کام ہورہے ہیں، اور ان کو فیشن اور آرٹ کا نام دے کر دل کو (جھوٹی) تسلی دی

جا رہی ہے۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں نے پہلے انبیاء پر اترنے والے کلام میں سے جو بات پائی ہے وہ یہ ہے کہ جب تو بے حیاء ہو جائے تو جو جی چاہے کر''۔ آج ہم مغرب کی نقالی، غیر مسلم ممالک کی ثقافت، اور کلچر کو اس طرح سے اپنا رہے ہیں کہ گویا یہ ہماری ہی کھوئی ہوئی میراث ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ حیاء کی چادر ہی انسان کو بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے، مرد ہو یا عورت اگر ایک دفعہ یہ خوبصورت چادر اتر گئی تو پھر مشکل سے ہی چڑھتی ہے۔

حیاء کا مفہوم بہت وسیع ہے، آپ کی سوچ میں، معاملات میں، کردار میں، کاروبار میں حیاء ہونی چاہیے، یہی نہیں ہے کہ بس آنکھیں نیچی کر کے بیٹھ جائیں اور سوچیں کہ حیاء کا فریضہ ادا ہو گیا یہ سوچ درست نہیں ہے۔ حیاء کی ابتداء اور اس کا مقام دل ہے جب کہ شرم کا مقام آنکھیں ہیں، حیاء دل سے شروع ہو کر آنکھوں پر ختم ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اسی بندی کی آنکھ شرم سے جھکتی ہے جس کے دل میں حیاء موجود ہوتی ہے۔

حیاء ایسی قلبی کیفیت کا نام ہے جس میں بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے شرماتا ہے، اور وہ کوئی بھی (غلط) کام کرنے سے پہلے سوچتا ہے کہ چاہے کوئی دیکھے نہ دیکھے، لیکن اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہے ہیں، ایک خفیہ آنکھ ہے جو ہر وقت مجھ پر نظر رکھی ہوئی ہے، میری ہر ہر حرکت کو دیکھ رہی ہے، اور میرے تمام کاموں کی ریکارڈنگ کی جا رہی ہے، اور ایک دن یہ پوری فلم (میدان حشر میں) میرے سامنے چلائی جائے گی، یہ کیفیت اگر اس پر حاوی ہو جائے اور وہ اس خیال سے گناہ کے ارتکاب سے رک جائے تو یہ حقیقی حیاء کہلاتی ہے۔ یہ خیال، کیفیت بندہ کے دل میں اس وقت راسخ ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا جائے، اور اللہ کا ذکر کثرت سے اسی وقت ہوتا ہے جب دل میں ایمان کا نور اور خوف خدا موجود ہو، یقیناً جو لوگ ذکر اللہ سے غافل ہیں وہ نفس اور شیطان دونوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ آج کے پرفتن دور میں ہمارے پورے معاشرے کو نفس کی اصلاح اور اس کی تربیت کی اشد ضرورت ہے۔

جدید ٹیکنالوجی نے جہاں ہماری مادی زندگی میں آسانیاں پیدا کر دی ہیں وہیں دوسری طرف اگر غور سے دیکھا جائے تو ہماری روحانی زندگی کی جڑیں کھود دی ہیں، حیاء کی چادر اترتی جا رہی ہے، آنکھیں کنٹرول سے باہر ہو چکی ہیں، ہماری سوچ ہمارے قابو میں نہیں ہے، ہمارے ہاتھ اور پاؤں بے بس ہو چکے ہیں، ستر ڈھانکنا معیوب سمجھا جانے لگا ہے، لباس فیشن کے تابع ہو چکا ہے، ہم کہاں جا رہے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر دین اور مذہب میں ایک اخلاق ممتاز ہوتا ہے اور ہمارے دین کا ممتاز اخلاق حیاء ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے کسی نے حیاء کی تعریف پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ بندہ سے جب اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کوتاہی ہوتی ہے اور اس کے وہ قصور اس کے پیش نظر بھی ہوتے ہیں (کسی اور کے کہنے سے تو یہ ممکن ہے کہ وہ چڑ جائے اور توجہ نہ دے) لیکن بندہ خود یہ سوچے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے مجھ پر کتنے احسانات ہیں، اور میری کوتاہیوں کی فہرست کس قدر طویل ہے، اس مراقبہ سے جو کیفیت جذبۂ اطاعت کی پیدا ہوگی، بس وہی حیاء ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے جیسے حیاء کا حق ہے اس طرح حیاء کیا کرو، صحابۂ کرامؓ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ یارسول اللہ! ہم تو اللہ پاک سے حیا کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کا حق یہ ہے کہ آدمی اپنے سر کی، اور آنکھ کان وغیرہ جو اس میں شامل ہیں ان کی حفاظت کرے، اور ان سب کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچائے، اپنے پیٹ کو اکل حرام سے دور رکھے، اپنی شرمگاہ کو بھی حرام سے بچائے، موت کو یاد کرے اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہو جانے کا خیال کرے کہ یہ جسم کی تروتازگی برقرار نہیں رہے گی، جو آدمی آخرت کو اپنا مقصود سمجھتا ہے وہ دنیا کی زینت اور دنیا کی زیبائش کی طرف توجہ نہیں دیتا، جو آدمی یہ کام کرتا ہے وہ درحقیقت حیاء کا حق ادا کرتا ہے۔ (ترمذی)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری صحابی کے پاس سے گزرے، جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو کچھ مت کہو، کیونکہ حیاء ایمان کی شاخ ہے۔ دراصل یہ صحابی اپنے بھائی کو زیادہ حیاء کرنے سے منع کر رہے تھے، اور کہہ رہے تھے کہ جو شخص زیادہ حیاء کرنے لگتا ہے وہ رزق اور عمل سے دور رہ جاتا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا، اس لئے کہ حیاء بذات خود ایک بہت اعلیٰ وصف ہے اور ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔ جس قدر حیاء ہوگی اسی قدر ایمان زیادہ ہوگا۔ حیاء کی چادر اپنے اوپر ڈال کر تو دیکھئے، خداوند تعالیٰ آپ کے لئے تمام راستے نہ کھول دے تو کہنا!!

اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے، اور ہمیں باحیاء مسلم، مسلمہ اور ایمان دار مومن، مومنہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆......☆☆